Al-Marjān Research Journal
Open Access
Al-Marjān Research Journal
ISSN(E): 3006-0370
ISSN(P): 3006-0362
al-marjan.com.pk

Principles of Education for Teachers and Learners Based on the Story of Mosa & Khizar (A.S): An Analytical Study

معلم و متعلم کے لیے قصہ موسیٰ و خضر علیہما السلام سے مستنبط اصول تعلیم: تجزیاتی مطالعہ

Authors Details

1.Maria Khaliq

MPhil Scholar, Institute of Arabic and Islamic Studies, Government College Women University, Sialkot, Pakistan.

2.Dr. Aqsa Tariq (Corresponding Author)

Post-Doctoral Research Fellow, Islamic Research Institute (IRI), International Islamic University, Islamabad, Pakistan;

Lecturer, Institute of Arabic and Islamic Studies, Government College Women University, Sialkot, Pakistan. draqsa444@gmail.com

Citation

Khaliq, Maria, and Dr. Aqsa Tariq. "Principles of Education for Teachers and Learners Based on the Story of Mosa & Khizar (A.S): An Analytical Study." *Al-Marjān Research Journal* 3, no. 2 (April–June 2025): 136–149.

Submission Timeline

Received: Feb 23, 2025
Revised: Mar 07, 2025
Accepted: Mar 26, 2025
Published Online: April 16, 2025

Publication, Copyright & Licensing

Article QR

Al-Marjān Research Center, Lahore, Pakistan.

All Rights Reserved © 2023.

This article is open access and is distributed under the terms of Creative Commons Attribution 4.0 International License

Principles of Education for Teachers and Learners Based on the Story of Mosa & Khizar (A.S): An Analytical Study

معلم و متعلم کے لیے قصہ موسیٰ و خضر علیہما السلام سے مستنبط اصول تعلیم: تجزیاتی مطالعہ

☆ ماریہ خلیق ☆ ڈاکٹر اقصیٰ طارق

Abstract

Allah Almighty sent prophets in every era with divine law and miracles for the guidance and direction of mankind. The prophets invited people toward the path of truth. The final link in this chain is the blessed Prophet hood of the Holy Prophet Muhammad (PBUH). Allah granted him the Holy Qur'an as an everlasting miracle, which will remain a complete source of guidance and direction for all of humanity until the Day of Judgment. The Holy Qur'an provides guidance regarding every aspect of life. In it, Allah has used various miraculous styles to guide and instruct people. One of these styles is the narration of stories (Qasas). Human beings, by nature, quickly learn lessons and take advice from the experiences and events of others. That is why Allah has repeatedly mentioned the stories and events of previous prophets and past nations in the Qur'an, so that people may learn from them. One such story is the account of Prophet Musa (Moses) and Khidr (A.S). This narrative is not merely a historical tale; rather, it contains numerous intellectual, moral, and educational lessons. Along with the educational process, this study also highlights the importance of the student-teacher relationship and the significance of their respective roles. Furthermore, the paper sheds light on the influence, authority, and responsibilities of the teacher. On one hand, this paper presents structured principles for acquiring knowledge, and on the other hand, it uncovers countless educational and moral benefits which, if practiced, can lead a person not only to success in this world but also in the Hereafter.

Keywords: Qasas ul Quran , Musa A.S, Khidr A.S , Knowledge acquisition, educational principal, Teacher, Learner

تعارف موضوع

اللہ تعالیٰ نے انسانوں کی ہدایت اور رہنمائی کے لیے ہر دور میں شریعت اور معجزات کے ساتھ انبیاء کرام کو مبعوث فرمایا انبیاء کرام نے لوگوں کو راہ حق کی طرف دعوت دی۔ اس سلسلے کی آخری کڑی نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت ہے اللہ تعالی نے آپ کو قرآن مجید کی صورت میں ایک دائمی معجزہ عطا کیا جو روز قیامت تک ہر انسان کے لیے ہدایت اور رہنمائی کا کامل ذریعہ ہے۔ قرآن مجید میں زندگی کے ہر پہلو کے متعلق رہنمائی ملتی ہے اللہ تعالی نے قرآن مجید میں انسانوں کی ہدایت و رہنمائی کے لیے مختلف قسم کے معجزانہ اسلوب اختیار فرمائے ہیں ان میں سے ایک اسلوب قصص کے بیان کا ہے۔ انسان فطری طور پر دوسروں کے حالات اور واقعات سے جلد عبرت و نصیحت حاصل کرتا ہے اسی لیے اللہ تعالی نے قرآن مجید میں جابجا انبیاء سابقین اور گزشتہ اقوام کے حالات و واقعات بیان فرمائے ہیں تاکہ لوگ ان سے عبرت و نصیحت حاصل کریں ان

واقعات میں سے ایک واقعہ حضرت موسی و خضر علیہما السلام کا بھی ہے۔ یہ قصہ ایک تاریخی حکایت ہی نہیں بلکہ اس میں بے شمار علمی، اخلاقی و تربیتی پہلو موجود ہیں۔

مقصد تحقیق: زیر بحث عنوان میں اس مقصد تحقیق کو مد نظر رکھتے ہوئے قصہ موسیٰؑ و خضرؑ سے مستنبط علمی فوائد کا جائزہ لیا گیا ہے۔

سابقہ تحقیق کا جائزہ: زیر بحث موضوع کا تعلق قرآن مجید کے ساتھ ہے اور قرآن پاک کی مطابقت کی وجہ سے یہ موضوع بہت اہمیت کا حامل ہے۔ قصص القرآن اور سورۃ کہف کے مضامین کے حوالے سے مختلف کتب اور مقالات سامنے آتے ہیں۔ محمد احمد جاد المولیٰ، **"قصص القرآن"**[2] مفتی محمد شفیع" سورۃ کہف کے مضامین کا تقابلی جائزہ: تفسیر قرآن اور تفسیر ضیاء القرآن کی روشنی میں[3]"، مقالہ نگار نمرہ منظور **"سورۃ کہف کے مضامین: تفسیر مظہری اور تفسیر ابن کثیر کا تقابلی جائزہ[4]"**، مندرجہ بالا مقالہ جات میں سورۃ کہف کے مضامین کا مختلف تفاسیر کی روشنی میں تقابلی جائزہ پیش کیا گیا ہے۔ مقالہ نگار سحر ش رمضان " **مکالمہ موسی و خضر علیہما السلام میں پوشیدہ حکمتیں اردو تفاسیر کی روشنی میں** "[5] اس مقالہ میں قصہ موسیٰؑ و خضرؑ میں موجود واقعات کی حکمتوں کو مختلف تفاسیر کی روشنی میں بیان کیا گیا ہے۔ اگرچہ قصہ موسیٰ و خضر علیہ السلام پر جزوی طور پر کام ہو چکا ہے لیکن کوئی بھی ایسا کام سامنے نہیں آیا جس میں قصہ موسیٰ و خضر سے مستنبط علمی و تربیتی فوائد کو مرکز بنا کر تحقیق کی گئی ہو۔

دین اسلام علم کا علمبردار ہے علم ہی کی بدولت انسان کو اشرف المخلوقات قرار دیا گیا ہے۔ دین اسلام میں علم کو عظیم عبادت اور فلاح و کامیابی قرار دیا گیا ہے۔ علم انسان کو زندگی کے ہر پہلو میں حق و باطل میں فرق کرنے کا شعور دیتا ہے، حقائق کی پہچان کراتا ہے، پستی سے بلندی، جہالت اور گمراہی کے اندھیروں سے روشنی کی طرف لے جاتا ہے۔ علم حاصل کرنے کی فضیلت، ترغیب و تاکید جس دلکش انداز میں اسلام میں بیان کی گئی ہے اس کی مثال نہیں ملتی۔ علم کی فضیلت کا اندازہ اس بات سے لگایا جا سکتا ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے قلب اقدس پر جو پہلی وحی نازل ہوئی وہ "اقرا" یعنی پڑھیے، غزوہ بدر کے موقع پر نبی کریم صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے قیدیوں کے لیے فدیہ کے طور پر دس بچوں کو پڑھنا لکھنا سکھانا شرط مقرر کی اس سے بھی علم کی اہمیت کا بخوبی اندازہ ہوتا ہے۔ قرآن کریم میں متعدد مقامات پر علم، علماء، علم حاصل کرنے والوں کی فضیلت کو بیان کیا گیا ہے۔

قرآن کریم میں اللہ تعالی علم حاصل کرنے والوں کے بارے میں فرماتا ہے: ﴿**يَرۡفَعِ اللّٰهُ الَّذِيۡنَ اٰمَنُوۡا مِنۡكُمۡ ۙ وَالَّذِيۡنَ اُوۡتُوا الۡعِلۡمَ دَرَجٰتٍ**﴾[6] ایک اور جگہ ارشاد ربانی ہے: ﴿**قُلۡ هَلۡ يَسۡتَوِى الَّذِيۡنَ يَعۡلَمُوۡنَ وَالَّذِيۡنَ لَا يَعۡلَمُوۡنَ**﴾[7] حدیث مبارکہ میں بھی علم حاصل کرنے کی فضیلت اور حصول علم کی ترغیب و تاکید کی گئی ہے۔ **طَلَبُ الْعِلْمِ فَرِيضَةٌ عَلَى كُلِّ مُسْلِمٍ**[8]۔ علم انسان کی دنیا اور آخرت میں فلاح و کامیابی کی ضمانت ہے۔ حدیث نبویؐ ہے: **مَنْ سَلَكَ طَرِيقًا يَلْتَمِسُ فِيهِ عِلْمًا سَهَّلَ اللَّهُ لَهُ طَرِيقًا إِلَى الْجَنَّةِ**،[9] دین اسلام میں حصول علم کو فرض قرار دینے کے ساتھ ساتھ معلم کو بھی اعلی مقام و مرتبہ پر فائز کیا۔ اللہ رب العزت نے انسانیت کو گمراہی سے ہدایت کی راہ پر گامزن کرنے کے لیے کم و بیش ایک لاکھ چوبیس ہزار انبیاء اکرام کو معلم بنا کر بھیجا۔ نبی آخر الزماں سرور کونین محمد مصطفی صلی اللہ علیہ والہ وسلم کا ارشاد ہے: **إِنَّمَا بُعِثْتُ مُعَلِّمًا**[10] معلم کی اہمیت کا اندازہ اس بات سے بھی لگایا جا سکتا ہے اس عالم میں معلم اول خود اللہ تعالی کی ذات ہے۔ ﴿**وَ عَلَّمَ اٰدَمَ الۡاَسۡمَآءَ كُلَّهَا**﴾ "اللہ تعالی نے حضرت آدم کو تمام اشیاء کے نام سکھا دیئے۔ ﴿**لَقَدۡ مَنَّ اللّٰهُ عَلَى الۡمُؤۡمِنِيۡنَ اِذۡ بَعَثَ فِيۡهِمۡ رَسُوۡلًا مِّنۡ اَنۡفُسِهِمۡ يَتۡلُوۡا عَلَيۡهِمۡ اٰيٰتِهٖ وَيُزَكِّيۡهِمۡ وَيُعَلِّمُهُمُ الۡكِتٰبَ وَالۡحِكۡمَةَ‌ ۚ وَاِنۡ كَانُوۡا مِنۡ قَبۡلُ لَفِىۡ ضَلٰلٍ مُّبِيۡنٍ**﴾[12]

معلم کے لیے قصہ موسیٰ و خضر علیہما السلام سے مستنبط اصول تعلیم

حضرت موسیٰؑ اور حضرت خضرؑ کے درمیان تعلیم اور تعلم کا تعلق قائم ہوا، حضرت موسیٰ علیہ السلام اللہ تعالی کے حکم سے حضرت خضر کے پاس حصول علم کے لیے تشریف لے گئے قصہ خضر و موسیٰ علیہما السلام معلم کے لیے اہم اصول فراہم کرتا ہے جو تعلیم و تربیت کے عمل میں رہنمائی فراہم کرتے ہیں ان اصول و ضوابط پر عمل کرتے ہوئے معلم نہ صرف بہترین انداز میں اپنے فرائض سر انجام دے سکتا ہے بلکہ ایک مثالی استاد بن سکتا ہے۔ قصہ خضر موسیٰ علیہ السلام سے معلم کے لیے درج ذیل علمی فوائد حاصل ہوتے ہیں۔

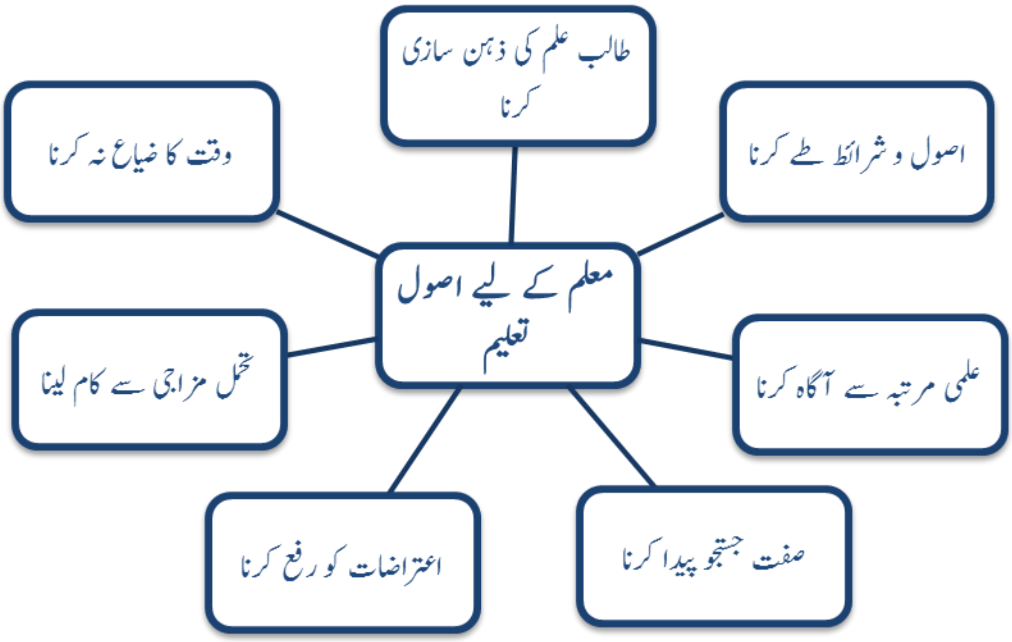

i. اصول و شرائط کو طے کرنا

حضرت خضر علیہ السلام نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کو اس شرط پر اپنے ساتھ سفر کرنے کی اجازت دی کہ جب تک میں کسی کام کی تفصیل خود نہ آپ کو بیان کروں آپ مجھ سے کسی چیز کے متعلق سوال نہیں کریں گے۔ قرآن کریم میں ارشاد ہے: ﴿قَالَ فَإِنِ اتَّبَعْتَنِي فَلَا تَسْأَلْنِي عَنْ شَيْءٍ حَتَّىٰ أُحْدِثَ لَكَ مِنْهُ ذِكْرًا﴾[13] کہا پس اگر تو میرے ساتھ رہے تو مجھ سے کسی بات کا سوال نہ کر یہاں تک کہ میں خود تیرے سامنے اس کا ذکر کروں۔ اس آیت مبارکہ سے ایک علمی فائدہ یہ حاصل ہوتا ہے کہ کسی بھی معلم یا ادارے کے لیے لازم ہے کہ وہ اپنے اصول و ضوابط اور شرائط کو قائم کرے اصول و ضوابط کو پہلے سے طے کرنا نہ صرف معیار تعلیم کو بلند کرتا ہے بلکہ تربیت اور نظم ضبط کو بھی یقینی بناتا ہے۔ کسی بھی ادارے یا معلم کے لیے یہ لازم ہے کہ اپنے اصول و ضوابط اور شرائط کو قائم کرے اور طالب علموں کو داخلہ کے وقت ان شرائط و ضوابط سے آگاہ کرے کہ جماعت یا ادارے میں رہتے ہوئے ان شرائط و ضوابط کی پابندی کرنا لازم ہے اور ان کی خلاف ورزی کرنے پر ایکشن لیا جائے گا۔ دوسرا علمی فائدہ یہ حاصل ہوتا ہے کہ طالب علم کے لیے لازم ہے کہ دوران لیکچر اگر

کوئی سوال ذہن میں آئے تو طالب علم کو معلم کو روکنا نہیں چاہیے بلکہ گفتگو کے ختم ہونے کا انتظار کرنا چاہیے کیونکہ بسا اوقات دوران گفتگو ٹوکنے کی وجہ سے معلم کی توجہ اصل نکتہ سے ہٹ سکتی ہے اور گفتگو کا تسلسل بھی متاثر ہو سکتا ہے۔

ii. علمی مرتبہ کے بارے میں آگاہ کرنا

حضرت موسیٰ علیہ السلام نے حضرت خضرؑ سے علم حاصل کرنے کی درخواست کی تو حضرت خضر علیہ السلام نے حضرت موسیٰ علیہ السلام سے فرمایا کہ میرے پاس اللہ تعالی کی طرف سے عطا کردہ ایک ایسا علم ہے جو تیرے پاس نہیں۔لہذا تو میرے ساتھ صبر نہ کر پائے گا۔ قرآن کریم میں اللہ تعالی کا ارشاد ہے: ﴿قَالَ إِنَّكَ لَن تَسْتَطِيعَ مَعِيَ صَبْرًا وَكَيْفَ تَصْبِرُ عَلَىٰ مَا لَمْ تُحِطْ بِهِ خُبْرًا﴾[14] بے شک تم میرے ساتھ صبر نہ کر سکو گے تم صبر کیسے کرو گے جس چیز کا علم نہیں۔

اس آیت مبارکہ سے یہ علمی فائدہ حاصل ہوتا ہے کہ معلم کو چاہیے کہ اپنے مقام و مرتبے پر غرور اور تکبر نہ کرے بلکہ یہ سمجھے کہ اللہ تعالی کے علمی خزانے سے تھوڑا سا علم مجھے حاصل ہے۔ طلباء کو اپنے علمی مقام اور اپنی ڈگریوں سے متعارف کرائے تاکہ طلباء کے اندر علم سیکھنے کی جستجو پیدا ہو۔اپنے علم مقام و مرتبے کا لحاظ رکھتے ہوئے طلباء سے مناسب فاصلہ برقرار رکھے تاکہ طلباء اپنے استاد سے اپنے دوستوں کی طرح بے تکلف نہ ہو ں۔ طلباء کے ذہن میں استاد کا ایک رعب قائم رہے اور استاد کا ادب و احترام کرنے کے لیے تیار ہوں۔

iii. تحمل مزاجی سے کام لینا

حضرت خضر علیہ السلام نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کو اپنے ساتھ سفر کرنے کی اجازت صرف اس شرط پر دی کہ جب تک میں آپ کو کسی کام کے متعلق خود نہ بتاؤں آپ سوال نہیں کریں گے۔ مگر جب دوران سفر حضرت موسیٰ علیہ السلام نے خلاف شریعت کام دیکھے تو خاموش نہ رہ سکے اور حضرت خضر علیہ السلام پر اعتراض کیا۔اس پر حضرت خضر علیہ السلام نے حضرت موسیٰ سے کہا تو میں نے کہا تھا کہ آپ صبر نہ کر سکیں گے، دوسری دفعہ اعتراض کرنے پر حضرت خضر علیہ السلام نے حضرت موسیٰ سے کہا کہ آپ سے میرے ساتھ صبر نہ ہو سکے گا مگر جب حضرت موسیٰ علیہ السلام نے تیسری دفعہ اعتراض کیا تو حضرت موسیٰ علیہ السلام کو حضرت خضر علیہ السلام نے کہا اب میرے اور تمہارے درمیان جدائی ہے۔ قصہ خضر و موسیٰ سے معلم کے لیے ایک اہم اصول یہ نکلتا ہے کہ طلباء کے بار بار سوال کرنے پر تحمل مزاجی سے کام لے اور بار بار سوال کرنے کو حصول علم کا ایک حصہ سمجھیں اور صبر و تحمل کا مظاہرہ کرے۔ اگر کوئی غلطی سرزد ہو جائے تو اسے نرمی سے سمجھایا جائے اور اصلاح کا موقع دیا جائے اور اگر یہ غلطی بار بار دہرائے تو اس پر مناسب اقدام کرنا جائز ہے تاکہ باقی طلباء بھی اس سے سبق حاصل کریں۔

iv. طالب علم کے اندر جستجو کی صفت پیدا کرنا

حضرت خضر علیہ السلام نے دوران سفر پیش آنے والے واقعات کی حکمتیں حضرت موسیٰ علیہ السلام کو فوراً نہ بتائی بلکہ جدائی سے قبل واقعات کی حکمتوں سے حضرت موسیٰ علیہ السلام کو آگاہ کیا۔اس سے یہ سبق حاصل ہوتا ہے کہ معلم کو چاہیے کہ دوران لیکچر کوئی ایسا سوال یا اصطلاح استعمال کرے جو شاگرد کو سوچنے پر مجبور کرے اور گھر کے کام کے طور پر کوئی نئی اصطلاح یا سوال دے پھر دوسرے دن اس کے متعلق پوچھے اور طلباء کے جوابات کو سننے کے بعد صحیح جواب کو تمام

طلباء کے سامنے واضح کیا جائے، اس طرح طالب علموں کے اندر سوچنے اور تحقیق کرنے کی صلاحیت پیدا ہوتی ہے اور دوران تحقیق کئی نئی چیزیں سیکھنے کا موقع ملتا ہے جس سے طالب علم کے علم اضافہ ہوتا ہے۔

v. اعتراض رفع کرنا

دوران سفر جب حضرت خضر علیہ السلام نے کشتی میں چھید کیا، ایک لڑکے کو قتل کیا اور بلا معاوضہ دیوار کی مرمت کی تو حضرت موسیٰ علیہ السلام نے ان پر اعتراض کیا۔ جب حضرت موسیٰ اور خضر علیہ السلام میں جدائی کا وقت آیا تو حضرت خضر علیہ السلام نے ان واقعات کی حکمتوں سے حضرت خضر موسیٰ علیہ السلام کو آگاہ کیا۔ اس سے یہ سبق حاصل ہوتا ہے کہ شاگرد کو استاد کی کسی بات پر کوئی اعتراض ہو یا ذہن میں کوئی سوال پیدا ہو تو اسے چاہیے کہ ادب و احترام کو ملحوظ خاطر رکھتے ہوئے سوال کرے۔ معلم کے لیے لازم ہے کہ وہ طالب علم کی غلط فہمی کو دور کرے تا کہ طالب علم دوسری جگہ ان اعتراضات کو معلم سے منسلک کر کے بیان نہ کرے، اور استاد کے عزت و وقار کو ٹھیس نہ پہنچائے۔

vi. طالب علم کی ذہن سازی

حضرت خضر علیہ السلام نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کو اپنے ساتھ ٹھہرنے کی اجازت دینے سے قبل اس چیز سے آگاہ کر دیا کہ آپ کو دوران سفر مشکلات پیش آئیں گی۔ آپ میرے ساتھ صبر نہ کر سکیں گئے۔ قرآن کریم میں فرمان باری تعالیٰ ہے: ﴿قَالَ إِنَّكَ لَن تَسْتَطِيعَ مَعِيَ صَبْرًا﴾[15] کہا بے شک تو میرے ساتھ صبر نہ کر سکے گا۔

اس آیت مبارکہ سے یہ علمی فائدہ حاصل ہوتا ہے کہ معلم کو چاہیے کہ شاگرد کی ذہن سازی کرے اور اپنے علمی تجربے کی بنا پر حصول علم کے راستے میں آنے والی رکارٹوں سے طالب علم کو پہلے سے آگاہ کر دے تا کہ طالب علم کو اس چیز کا اندازہ ہو اور مشکلات کی وجہ سے دل چھوٹا نہ کرے بلکہ طالب علم کے اندر مستقل مزاجی کی صفت پیدا ہو سکے۔

vii. طلباء کے وقت کا ضیاع نہ کرے

حضرت موسیٰ علیہ السلام نے حضرت خضر سے درخواست کی کہ آپ مجھے وہ علم سکھائیں جو اللہ تعالیٰ نے آپ کو سکھایا ہے۔ ﴿هَلْ أَتَّبِعُكَ عَلَىٰ أَن تُعَلِّمَنِ مِمَّا عُلِّمْتَ رُشْدًا﴾[16]

اس آیت سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ شاگرد کا استاد کے پاس جانے کا حقیقی مقصد علم حاصل کرنا ہے لہذا استاد کو چاہیے کہ وہ اس چیز کا خیال رکھیں اور پوری دیانت داری کے ساتھ طلباء کو تعلیم دے ان کے وقت کا ضائع نہ کرے۔ مگر موجودہ دور میں یہ دیکھنے میں ملتا ہے کہ اساتذہ طالب علموں کو سکول کے اوقات میں پڑھانے کی طرف توجہ نہیں کرتے بلکہ انہیں شام کے اوقات میں اکیڈمیوں میں آنے کا مشورہ دیتے ہیں۔ معلم پر یہ فرض ہے کہ وہ پوری امانت داری کے ساتھ اپنے فرائض سرانجام دے طلباء کا وقت ضائع نہ کرے اگر معلم وقت ضائع کرے گا تو نہ صرف طلباء کے ساتھ خیانت کرے گا بلکہ روز قیامت اللہ تعالیٰ کے سامنے بھی جوابدہ ہو گا۔ حدیث نبوی صلی اللہ علیہ والہ وسلم ہے: **كُلُّكُمْ رَاعٍ وَكُلُّكُمْ مَسْئُولٌ عَنْ رَعِيَّتِهِ،**[17] تم میں سے ہر ایک حاکم ہے اور ہر ایک سے اس کی رعیت کے بارے میں سوال ہو گا۔ معلم کے لیے لازم ہے کہ وہ طلباء کے وقت کو ضائع نہ کرے بلکہ پوری دیانت داری کے ساتھ اپنے فرائض کو بھرپور انداز میں سر

انجام دے۔ یہ نہ صرف طلباء کے حق میں بہتر اور کامیابی کا ذریعہ بنے گا بلکہ معلم کے لیے بھی دنیا و آخرت میں اجر و ثواب اور کامیابی و کامرانی کا ذریعہ بنے گا۔

پس معلوم ہوا کہ ایک معلم کی ذمہ داری ہے کہ وہ طالب علموں کی اچھے طریقے سے تعلیم و تربیت کرے۔ اصول ضوابط کی پابندی کا درس دے۔ پوری دیانت داری کے ساتھ ان کو تعلیم دے، ان کے قیمتی وقت کا ایک لمحہ بھی ضائع نہ کرے۔ طالب علموں کے اندر نئی نئی چیزوں کو سیکھنے کی جستجو پیدا کرے۔ طالب علموں کی طرف سے اٹھنے والے سوالوں کے جوابات دے، طالب علموں کے معاملے میں تحمل مزاجی سے کام لے اور اگر کوئی غلطی سرزد ہو جائے تو نرمی سے سمجھایا جائے اور بار بار غلطی کی صورت میں سختی کرے تاکہ دوسرے طالب علم اس سے سبق حاصل کریں۔

متعلم کے لیے قصہ موسیٰ و خضر علیہما السلام سے مستنبط اصول تعلیم

قصہ موسیٰؑ و خضرؑ ایک طالب علم کے لیے مشعل راہ کی حیثیت رکھتا ہے۔ اس قصے سے ایک طالب علم کے لیے کئی اصول حاصل ہوتے ہیں ان اصولوں پر عمل کرتے ہوئے ایک طالب علم کامیاب تعلیمی سفر کی طرف گامزن ہوتا ہے۔ قصہ خضر و موسیٰؑ سے ایک طالبعلم کے لیے درج ذیل علمی فوائد حاصل ہوتے ہیں۔

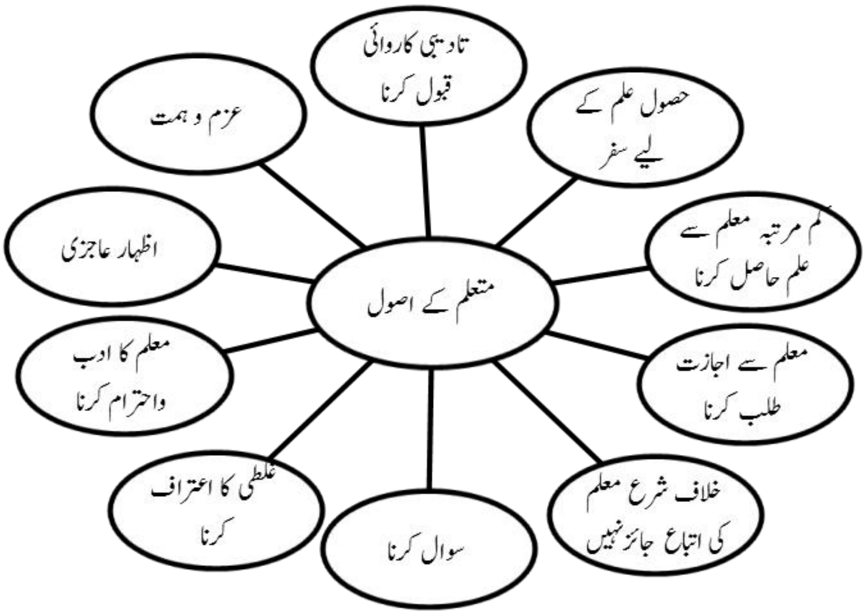

i. حصول علم کے لیے سفر کرنا

حصول علم کے لیے سفر کرنے کی بنیاد قصہ موسیٰ و خضر علیہ السلام سے ملتی ہے۔ بنی اسرائیل سے وعظ کے دوران حضرت موسی علیہ السلام نے سائل کے جواب میں یہ کہہ دیا کہ اس وقت مجھ سے بڑا عالم کوئی نہیں تو اللہ تعالی نے وحی کے ذریعے حضرت موسی علیہ السلام کو اس بات کا علم دیا کہ ہمارا ایک بندہ ہے جو تجھ سے بڑا علم ہے تو اس پر حضرت موسی علیہ السلام نے پوچھا کہ اس سے ملاقات کس طرح ہو سکتی ہے اس پر اللہ تعالی نے حضرت موسی علیہ السلام کو فرمایا دو دریاؤں کے ملنے

کی جگہ پر۔ تو موسیٰ علیہ السلام نے فوری طور حصول علم کے لیے سفر کرنے کا عزم کیا اور اپنے خادم سے کہا میں چلتا رہوں گا جب تک میں انہیں نا پالوں یا دو دریاؤں کے ملنے کی جگہ تک نہ پہنچ جاؤں۔

قرآن کریم میں ارشاد ہے: ﴿وَإِذْ قَالَ مُوسَىٰ لِفَتَاهُ لَا أَبْرَحُ حَتَّىٰ أَبْلُغَ مَجْمَعَ الْبَحْرَيْنِ أَوْ أَمْضِيَ حُقُبًا﴾[18] اور جب موسیٰ نے اپنے نوجوان سے کہا کہ میں ناہٹوں گا یہاں تک کے دو دریاؤں کے ملنے کی جگہ پر پہنچ جاؤں یا سالہا سال چلتا جاؤں۔ حصول علم کے لیے سفر کرنا عہد نبوی میں بھی مرغوب و معروف تھا لوگ دور دراز سے نبی کریم صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوتے اور اسلامی تعلیمات کی معرفت حاصل کرتے۔ اسلامی تاریخ کا مطالعہ کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ صحابہ و تابعین سلف و صالحین کے دور میں بھی لوگ دور دراز سے علم حاصل کرنے کے لیے صحابہ و تابعین کی خدمت میں حاضر ہوتے اور اسلامی تعلیمات کی معرفت حاصل کرتے حصول علم کے لیے گھر سے نکلنا اولین شرط ہے۔

قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے: ﴿فَلَوْلَا نَفَرَ مِن كُلِّ فِرْقَةٍ مِّنْهُمْ طَائِفَةٌ لِّيَتَفَقَّهُوا فِي الدِّينِ﴾[19] تو کیوں نہ ہر قوم میں سے ایک گروہ نکلا تاکہ وہ دین کی سمجھ حاصل کرے۔ احادیث نبویؐ میں بھی حصول علم کے لیے سفر کرنے کی ترغیب دی گئی ہے۔ فرمان مصطفیٰؐ ہے: **مَا مِنْ رَجُلٍ يَسْلُكُ طَرِيقًا، يَطْلُبُ فِيهِ عِلْمًا، إِلَّا سَهَّلَ اللَّهُ لَهُ بِهِ طَرِيقَ الْجَنَّةِ**[20]. جو شخص علم کے راستہ پر چلتا ہے اللہ تعالیٰ اس کے لیے جنت کا راستہ آسان فرما دیتا ہے۔ **مَا مِنْ خَارِجٍ يَخْرُجُ مِنْ بَيْتِهِ فِي طَلَبِ الْعِلْمِ، إِلَّا وَضَعَتْ لَهُ الْمَلَائِكَةُ أَجْنِحَتَهَا، رِضًا بِمَا يَصْنَعُ**[21] جو شخص اپنے گھر سے طلب علم کی نیت سے نکلتا ہے فرشتے اس کے اس عمل سے خوش ہو کر اس کے لیے اپنے پر بچھاتے ہیں۔

مندرجہ بالا آیت اور احادیث نبویہ میں حصول علم کے لیے سفر کی ترغیب دی گئی ہے اور اس بات کی وضاحت کرتی ہے کہ علم حاصل کرنے کے لیے اپنی جگہ سے نکلنا کوشش کرنا ایک ضروری ہے۔ حصول علم کے لیے سفر کرنا مستحب عمل ہے علم کے حصول کے لیے کیا جانے والا سفر اور جدوجہد جنت کی طرف لے جانے والے راستوں میں سے ایک راستہ ہے لہٰذا ایک طالب علم کو چاہیے کہ خود سفر کر کے معلم کے پاس جائے اور ادب و احترام اور عاجزی کے ساتھ علم حاصل کرے۔

ii. کم مرتبہ انسان سے علم حاصل کرنا

حضرت موسیٰ علیہ السلام اللہ تعالیٰ کے جلیل القدر رسول صاحب کتاب شریعت تھے۔ اللہ تعالیٰ نے انہیں نبوت عطا فرمائی اور انہیں علم عطا فرمایا جو دوسروں کو عطا نہیں کیا۔ دوسری طرف حضرت خضر علیہ السلام کی نبوت میں بھی اختلاف ہے مگر حضرت موسیٰ علیہ السّلام کو اس چیز کا علم ہوا کہ خضر علیہ السلام کے پاس اللہ تعالیٰ کی طرف سے عطا کردہ خاص علم ہے تو اسے حاصل کرنے کے لیے حضرت خضر کی طرف روانہ ہوئے اور حضرت خضر علیہ السلام کی شاگردگی اختیار کی۔ حدیث نبوی ﷺ ہے: **الْكَلِمَةُ الْحِكْمَةُ ضَالَّةُ الْمُؤْمِنِ حَيْثُمَا وَجَدَهَا فَهُوَ أَحَقُّ بِهَا**[22]. حکمت مومن کی گمشدہ میراث ہے جہاں سے ملے اسے حاصل کرو۔

اس حدیث مبارکہ سے بھی یہ سبق ملتا ہے کہ علم و حکمت انسان کو جہاں سے بھی ملے حاصل کرے۔ ہر انسان کے پاس ایک محدود علم ہے کوئی بھی انسان مکمل طور پر علم حاصل نہیں کر سکتا۔ اگر کسی انسان کو کسی اعتبار سے کوئی فضیلت حاصل ہو اور اسے اپنے سے کم فضیلت والے کے پاس کوئی علم کی بات ملتی ہو تو اسے علم حاصل کرنے میں کوئی ہچکچاہٹ محسوس نہیں کرنی چاہیے۔ عالم اور صاحب فضیلت شخص کو بھی علم حاصل کرتے وقت تواضع اور انکساری کا اظہار کرنا چاہیے استاد چاہے کم درجہ ہی کیوں نہ ہو۔ معلم چاہے کسی بھی ادارے اور کسی بھی سطح پر معلم کے فرائض سر انجام دے رہا ہو اس کے لیے یہ ضروری نہیں کہ وہ اپنے شاگرد سے ہر ہر فن میں اعلیٰ افضل ہو بلکہ یہ لازم ہے کہ شاگرد جس فن یا مضمون میں علم حاصل کرنا چاہتا ہو استاد کا علم اس مضمون یا فن میں زیادہ ہونا لازم ہے۔

iii. حصول علم کے لیے معلم کی اجازت

حصول علم کے لیے استاد کی معیت و مصاحبت کے لیے اجازت لینا ادب کا تقاضا اور اخلاقی فریضہ ہے۔ حضرت موسیٰؑ حضرت خضرؑ کے پاس گئے تو سب سے پہلے ان سے اجازت طلب کی۔ قرآن کریم میں اللہ تعالی کا ارشاد ہے: ﴿قَالَ لَهٗ مُوْسٰى هَلْ اَتَّبِعُكَ عَلٰٓى اَنْ تُعَلِّمَنِ مِمَّا عُلِّمْتَ رُشْدًا﴾[23] موسیٰؑ نے کہا کیا میں تیرے ساتھ رہوں اس شرط پر کہ تو مجھے سکھائے اس سے جو تجھے ہدایت کا طریقہ سکھایا گیا ہے۔

معلم کے پاس جانے سے پہلے ان کی اجازت لینا ادب کا تقاضا ہے۔ سیدنا موسیٰ علیہ السلام اللہ تعالی کے جلیل القدر نبی کا حضرت خضر سے حصول علم کے لیے درخواست طلب کرنا طالب علموں کے لیے عملی نمونہ ہے کہ حصول علم کے لیے معلم سے اجازت طلب کی جائے۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام کا حضرت خضر سے اجازت طلب کرنا حضرت موسیٰؑ کی اپنے استاد سے عقیدت اور احترام کو ظاہر کرتا ہے۔

iv. سوال کرنا

حضرت موسیٰ علیہ السلام نے دوران سفر حضرت علیہ السلام کی طرف سے بظاہر خلاف شریعت کیے جانے والے کاموں کو دیکھا تو ان پر سوال کیا۔ اس سے یہ سبق حاصل ہوتا ہے کہ طالب علموں کو دوران لیکچر اگر کسی چیز کی سمجھ نہ آئے تو اسے چاہیے کہ ادب و احترام کے ساتھ معلم سے سوال کرے۔ سوالات کرنا علم حاصل کرنے کا ایک اہم ذریعہ ہے اور سوال کرنے سے طالب علم کے ذہن میں موجود غلط فہمیوں کا ازالہ ہوتا ہے، علم میں اضافہ ہوتا ہے لہذا جس چیز کا علم نہ ہو اس کے متعلق استاد سے سوال کرنا چاہیے اور سوال کرنے میں ہر گز ہچکچاہٹ محسوس نہیں کرنی چاہیے۔ حصول علم میں سوالات کرنے کی اہمیت کا اندازہ ان احادیث مبارکہ سے لگایا جا سکتا ہے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ والہ وسلم کا ارشاد ہے: **شِفَاءُ الْعِيِّ السُّؤَالُ**[24] .بے علمی کا علاج سوال ہے۔ فرمان نبوی ﷺ ہے: **لَا يَتَعَلَّمُ الْعِلْمَ مُسْتَحْيٍ وَلَا مُسْتَكْبِرٌ**[25] .شرمانے والا اور تکبر کرنے والا علم حاصل نہیں کر سکتا۔

علم ایک خزانہ ہے اور سوال کرنا اس کی چابی ہے لہذا طالب علم کو چاہیے کہ سوالات کے ذریعے اپنے علم میں اضافہ کرے۔ اگر طالب علم کے ذہن میں کوئی سوال ہو اور یا استاد کی سمجھ نہ آئے اور اس پر طالب علم خاموش رہے تو در حقیقت

طالب علم اپنے ساتھ خیانت کر رہا ہے۔ دوران لیکچر اگر کوئی سوال ذہن میں آئے یا کسی چیز کی سمجھ نہ آئے تو طالب علم کو معلم کو دوران گفتگو روکنا نہیں چاہیے بلکہ گفتگو کے ختم ہونے کا انتظار کرنا چاہیے کیونکہ بسا اوقات دوران گفتگو ٹوکنے کی وجہ سے معلم کی توجہ اصل نقطہ سے ہٹ سکتی ہے گفتگو کا تسلسل بھی متاثر ہو سکتا ہے۔

v. خلاف شرع امور میں اتباع معلم جائز نہیں

حضرت موسیٰ علیہ السلام نے حضرت خضر علیہ السلام سے اس چیز کی اجازت طلب کی کہ میں آپ کی اتباع کر سکتا ہوں تاکہ آپ مجھے علم سکھا دیں۔ مگر دوران سفر حضرت خضر علیہ السلام کی طرف سے کیے جانے والے بظاہر خلاف شریعت کام دیکھے تو حضرت موسیٰ علیہ السلام نے حضرت خضر کی اتباع کا وعدہ کرنے کے باوجود ان پر اعتراض کیا۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام کے اس طرز عمل سے یہ سبق حاصل ہوتا ہے کہ اس وقت تک معلم کی اتباع جائز ہے جب تک وہ شریعت کے دائرے میں رہ کر حکم دے خلاف شریعت کاموں میں معلم کی اتباع کرنا ممنوع ہے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے مخلوق کی اطاعت کا بنیادی اصول وضع کر دیا ہے۔ فرمان مصطفیٰ ﷺ ہے: **السَّمْعُ والطَّاعَةُ على المرءِ المُسْلِمِ فِيما أَحَبَّ وكَرِهَ ما لم يُؤْمَرْ بمَعْصِيَةٍ، فإنْ أُمِرَ بمَعْصِيَةٍ، فلا سَمْعَ عليه ولا طاعَةَ**[26]

مخلوق میں سے کسی کی اطاعت ایسے کام میں جائز نہیں جس میں اللہ تعالی کی نافرمانی ہو۔ دین اسلام میں معلم کی اتباع کا دائرہ شریعت کے اصولوں کی پابندی کے ساتھ محدود ہے۔ دین اسلام کسی بھی شخص کی اندھی تقلید کا حکم نہیں دیتا بلکہ اس چیز کا حکم دیتا ہے کہ جب تک معلم کی طرف سے اسلامی تعلیمات کے مطابق حکم دیا جاتا رہے اس کی اتباع لازم ہے، لیکن اگر خلاف شریعت حکم دیا جائے تو دین اسلام کا تقاضا یہ ہے کہ معلم کی اطاعت نہ کی جائے۔

vi. معلم کا ادب و احترام

قصہ موسیٰ و خضر علیہ السلام سے ایک سبق یہ حاصل ہوتا ہے کہ اپنے استاد کا احترام کیا جائے حضرت موسیٰ علیہ السلام اللہ تعالی کے نبی و صاحب شریعت تھے، حضرت خضر علیہ السلام سے بلند مقام رکھنے کے باوجود ان کی تعظیم کی، خود سفر کر کے حضرت خضر علیہ السلام کے پاس گئے۔ عاجزی اور ادب و احترام کے ساتھ حضرت خضر علیہ السلام سے اپنی طلب علم کا اظہار کیا۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام کے قول کو ان الفاظ میں بیان کیا گیا ہے۔ **﴿هَلْ اَتَّبِعُكَ عَلٰٓى اَنْ تُعَلِّمَنِ مِمَّا عُلِّمْتَ رُشْدًا﴾**[27] کیا میں آپ کی اتباع کروں کہ آپ مجھے وہ علم سکھا دیں جو آپ کو سکھایا گیا ہے۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام اعلی مرتبہ کے باوجود ادب و احترام کے ساتھ اپنی حاجت کو بیان کر رہے ہیں ہر طالبِ علم کو حضرت موسیٰ علیہ السلام کے اسوہ حسنہ سے سبق حاصل کرنا چاہیے۔ جب تک انسان کے دل میں اپنے معلم کے لیے ادب و احترام نہ ہو گا وہ علم کے حصول میں کامیاب نہ ہو گا۔ معلم کا ادب و احترام کامیابی کی ضمانت ہے، انسان چاہے کسی بھی مقام و مرتبہ پر فائز ہو اسے اپنے استاد کے ساتھ ادب و احترام کے ساتھ پیش آنا چاہیے۔

vii. عزم وہمت

قصہ موسیٰ و خضر علیہ السلام سے ایک سبق یہ حاصل ہوتا ہے کہ حصول علم کے لیے طالب علم کو پر عزم ہونا چاہیے اور حصول علم کے دوران پیش آنے والی مشکلات کو صبر وہمت سے برداشت کرنا چاہیے۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام اللہ کے اولو العزم رسول تھے جب انہیں اس بات کا علم ہوا کہ خضر علیہ السلام کے پاس ایک خاص علم ہے جو ان کے پاس نہیں تو موسیٰ علیہ السلام نے حصول علم کے لیے پر مشقت سفر کا عزم کیا۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام کے عزم کو قرآن مجید میں ان الفاظ میں بیان کیا گیا ہے: ﴿وَإِذْ قَالَ مُوسٰى لِفَتٰىهُ لَآ أَبْرَحُ حَتّٰى أَبْلُغَ مَجْمَعَ الْبَحْرَيْنِ أَوْ أَمْضِيَ حُقُبًا﴾[28] اور جب موسیٰ نے اپنے نوجوان سے کہا میں نہ ہٹوں گا یہاں تک کہ دو دریاؤں کے ملنے کی جگہ پر پہنچ جاؤں یا سالہا سال چلتا رہوں گا۔

اس آیت مبارکہ سے یہ سبق حاصل ہوتا ہے کہ علم کے حصول کے لیے طالب علم کا ارادہ اتنا پختہ ہونا چاہیے کہ حصول علم کے راستے میں جتنی بھی مشکلات آئیں انہیں خاطر میں نہ لائے۔ حصول علم کے راستے میں آنے والی مشکلات کو عزم وہمت سے برداشت کرنا درجات کی بلندی اور دنیا و آخرت کی کامیابی کی ضمانت ہے۔ ایک طالب علم کو حصول علم کے راستے میں آنے والی مشکلات سے گھبرا کر پہلو تہی نہیں کرنی چاہیے بلکہ عزم وہمت سے مشکلات کو برداشت کرے اور اللہ تعالیٰ سے مدد طلب کرے۔

viii. اظہار عاجزی

حضرت موسیٰ علیہ السلام نے حضرت خضر سے عرض کی کہ آپ مجھے اللہ تعالیٰ کی طرف سے عطا کردہ علم میں سے کچھ حصہ سکھا دیں۔ اس سے حضرت موسیٰ علیہ السلام کی اپنے استاد کے تئیں عاجزی ظاہر ہوتی ہے کہ موسیٰ علیہ السلام نے سب سے پہلے حضرت خضر کی علمی کی برتری کو بیان کیا اور پھر اپنی حاجت مندی کو بیان کیا کہ آپ مجھے وہ علم سکھا دیں جو آپ کو اللہ تعالیٰ کی طرف سے سکھایا گیا ہے۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے حضرت خضر سے علم برابری کا مطالبہ نہیں کیا بلکہ ایک حصہ سکھانے کی درخواست کی ایک طالب علم کو چاہیے کہ اپنے استاد کے علمی مقام کو تسلیم کرے اور اپنے آپ کو کم علم تسلیم کرے حصول علم کے لیے عاجزی کا اظہار انسان کے دل میں سیکھنے کی لگن پیدا کرتا ہے۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے نبی و رسول ہونے کے باوجود حضرت خضر سے علم حاصل کرنے درخواست کی، لہٰذا طالب علم کو چاہیے کہ وہ اپنے معلم کو اعلم تصور کرے اور عاجزی کے ساتھ علم سیکھنے کی درخواست کرے۔

ix. اپنی غلطی کا اعتراف کرنا

طالب علم کو چاہیے کہ اگر کوئی غلطی سرزد ہو جائے تو اپنی غلطی کا اعتراف کریں اور کوئی بھی الزام اپنے معلم پر نہ ڈالے جیسا کہ حضرت خضر موسیٰ علیہ السلام نے کی یا قرآن کریم میں حضرت موسیٰ علیہ السلام کے قول کو بیان کیا گیا ہے ﴿قَالَ إِنْ سَأَلْتُكَ عَنْ شَيْءٍ بَعْدَهَا فَلَا تُصٰحِبْنِيْ قَدْ بَلَغْتَ مِنْ لَّدُنِّيْ عُذْرًا﴾[29]

حضرت موسیٰ علیہ السلام نے حضرت خضر پر اعتراض کیا تو حضرت خضر علیہ السلام نے شرط کی یاد دہانی کرائی اس پر حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اپنی غلطی کو تسلیم کیا کہ میری طرف سے اطاعت میں کمی ہوئی ہے اور اگر میں دوبارہ آپ سے کسی چیز

کے متعلق سوال کروں تو آپ مجھے اپنے ساتھ نہ رکھیے گا۔ عموماً یہ بات دیکھنے میں آتی ہے کہ طالب علم اگر امتحان میں ناکام ہو جائے تو اپنی غلطی کو تسلیم نہیں کرتا کہ میں نے محنت نہیں کی بلکہ سارا کا سارا الزام اپنے استاد محترم پر ڈال دیتا ہے کہ ہمیں پڑھایا نہیں گیا۔ ایک طالب علم کو اپنی علمی کوتاہیوں سے واقف ہونا چاہیے اور حصول علم کے راستے میں جو کمی یا کوتاہی کو اپنے ذمے لینا چاہیے، اپنی غلطی کو تسلیم کرنا چاہیے نہ کہ اپنے معلم کے ذمہ ڈالنا چاہیے۔

x. تادیبی کاروائی کو قبول کرنا

حضرت موسیٰ علیہ السلام نے دوران سفر جب حضرت خضر علیہ السلام کے افعال پر اعتراض کیا اس شرط کے باوجود کے دوران سفر آپ حضرت خضر سے سوال نہیں کریں گے تو حضرت خضر علیہ السلام نے حضرت موسی نے کہا اب آپ میرے ساتھ سفر نہیں کر سکتے۔ قرآن کریم میں حضرت خضر کے قول کو ان الفاظ میں بیان کیا گیا ہے۔ ﴿**قَالَ هٰذَا فِرَاقُ بَيْنِيْ وَ بَيْنِكَ**﴾[30] اس نے کہا بس یہ جدائی ہے میرے اور تیرے درمیان۔

اس آیت مبارکہ سے یہ سبق حاصل ہوتا ہے کہ اگر طالب علم ادارے یا کلاس میں رہتے ہوئے اصول و ضوابط کی خلاف ورزی کرے اور ادارے یا معلم کی طرف سے کوئی تادیبی کاروائی کی جائے تو اس سے قبول کرے اور تادیبی کاروائی کو اپنی اصلاح اور تربیت کے طور پر قبول کرے۔

تجزیہ: ایک طالب علم کو چاہیے کہ وہ حصول علم کے لیے اپنے گھر سے نکلے اور استاد کے پاس جائے نہ کہ اپنے معلم کو اپنے پاس بلانے کی کوشش کرے، اپنے سے کم مرتبہ معلم سے علم حاصل کرنے میں کوئی عار محسوس نہ کرے، حصول علم کے راستے میں پیش آنے والی مشکلات کو صبر و تحمل سے برداشت کرے، اپنے استاد کا ادب واحترام اور اتباع کرے اور عاجزی کے ساتھ اپنے استاد سے علم حاصل کرنے کی درخواست کرے اور اگر کوئی سوال ذہن میں آئے تو ادب واحترام کے ساتھ سوال کرے، غلطی کرنے پر اپنی غلطی کا اعتراف کرے۔ ادارہ اور معلم کی طرف سے قائم کردہ اصولوں ضوابط کی پابندی کرے، اور اگر معلم یا ادارہ کی طرف سے کوئی تادیبی کاروائی کی جائے تو اسے اپنی اصلاح کا ذریعہ سمجھے اور آخری دم تک حصول علم کا سلسلہ جاری رکھے۔

حاصل بحث

اللہ تعالی نے انسانوں کی اصلاح و تربیت کے لیے قرآن مجید میں امم سابقہ کے احوال و واقعات کو بیان کیا ہے تا کہ ان سے سبق حاصل کریں۔ قصہ موسیٰ و خضر علیہما السلام سے علم اور معلم کی شان کا بخوبی اندازہ ہوتا ہے حضرت موسیٰ علیہ السلام نے حصول علم کے لیے حضرت خضر علیہ السلام کی طرف سفر کیا اس سے معلم کی شان کا بخوبی اندازہ ہوتا ہے۔ علم کا اصل ماخذ اور منبع اللہ تعالی کی ذات ہے اللہ تعالی کے علم کے خزانے بہت وسیع ہیں، اللہ تعالی نے اپنے بندوں کو اپنے خزانوں میں سے علم کا تھوڑا سا حصہ دیا ہے۔ کسی بھی انسان کو اپنے علمی مقام اور مرتبہ پر غرور و تکبر نہیں کرنا چاہیے کیونکہ کوئی بھی انسان مکمل طور پر علم حاصل نہیں کر سکتا۔ اللہ تعالی نے قرآن مجید میں ارشاد فرمایا ہے: ﴿**وَ فَوْقَ كُلِّ ذِيْ عِلْمٍ عَلِيْمٌ**﴾[31] ہر عالم سے بڑا ایک عالم ہے۔ کوئی بھی انسان اپنی زندگی کے آخری لمحہ تک بھی علم حاصل کرے تو اس کے لیے یہ دعوی کرنا جائز نہیں کہ وہ سب سے بڑا عالم ہے کیونکہ اللہ تعالی کے علم کی کوئی انتہا نہیں۔ انسان کو اپنی زندگی کے آخری سانس تک حصول علم کی کوشش کرنی چاہیے اور حصول علم کے راستے میں پیش آنے والے مصائب اور رکاوٹوں کا ہمت جرات سے مقابلہ کرے۔ طالب علم کو چاہیے کہ وہ حصول علم

کے لیے خود سفر کر کے معلم کے پاس جائے اپنے استاد کی اتباع اور ادب و احترام کرے معلم اور ادارہ کی طرف سے قائم کی ایک جانے والے اصول و ضوابط کی پابندی کرے، اور اسی طرح معلم کی بھی ذمہ داری ہے کہ اپنی معلمانہ فہم و فراست سے طالب علموں کی بھرپور انداز میں تربیت کرے۔ دیانت داری حکمت اور دانشمندی سے طالب علموں کی کی علمی تربیت نشوونما کے لیے جدوجہد کرے۔ طالب علموں کی اصلاح کا کوئی بھی موقع ہاتھ سے نہ جانے دے۔ طالب علموں کے قیمتی وقت ایک لمحہ بھی ضائع نہ کرے اور طلباء میں نئی نئی چیزوں کو سیکھنے کی جستجو پیدا کرے۔ طلباء کے معاملے میں تحمل مزاجی سے کام لے اگر طالب علموں سے کوئی غلطی سرزد ہو جائے تو نرمی سے سمجھایا جائے اور اگر نہ سمجھے تو سختی سے پیش آئے اور بار بار غلطی کے نتیجے میں اسے علیحدہ کر دینا چاہیے تاکہ ادارہ یا دوسرے طلباء اس کے مضر اثرات سے محفوظ رہیں۔ قصہ موسیٰؑ و خضرؑ سے حاصل ہونے والے ان فوائد پر عمل کرتے ہوئے معاشرے میں ہمدردی بھائی چارے فضا قائم کی جا سکتی ہے۔ انسان نہ صرف دنیا میں کامیابی کی راہ پر گامزن ہو گا بلکہ آخرت میں بھی سرخرو ہو گا۔

تجاویز و سفارشات

* قصص القرآن کو نسل نو کی تربیت کے لیے تصویری کہانیوں کی شکل میں فروغ دینے کے لیے ضرورت ہے۔
* قصہ موسی و خضر علیہ السلام سے مستنبط علمی فوائد کو تعلیمی اداروں کے نصاب میں شامل کیا جائے تاکہ طلباء اس قصہ سے عملی طور پر سبق حاصل کریں۔
* قرآنی واقعات، بالخصوص موسیٰ و خضر کے واقعے پر مزید تحقیقی مقالے اور سیمینارز منعقد کیے جائیں تاکہ علمی پہلو مزید اجاگر ہوں۔ قرآنی قصص کی بنیاد پر تربیتی مواد اور نصاب تیار کیا جائے جو تعلیمی اداروں میں کردار سازی اور اخلاقی تربیت کے لیے مؤثر ہو۔

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

Bibliography / کتابیات

* Ahmad Jad al-Mola, Muhammad. *Stories of the Qur'an*. Translated by Zafar Iqbal Kalyar. Lahore: Maktabah Zavia, 1999.
* Hamid, Hafiz Abdul Sattar. *Sermons on Surah Al-Kahf*. Wazirabad: Hamid Academy, 1997.
* Manzoor, Nimra. *Themes of Surah Al-Kahf: A Comparative Study of Tafsir Mazhari and Tafsir Ibn Kathir*. B.S. thesis, Bahauddin Zakariya University, Multan, 2023.
* Ramzan, Sahrish. *The Hidden Lessons from the Dialogue of Musa and Khidr (AS) Based on Urdu Tafsir*. B.S. thesis, Islamic Studies, Minhaj University Lahore, 2018.
* Ibn Majah, Abu Abdullah Muhammad bin Yazid al-Qazwini. *Sunan Ibn Majah*. Cairo: Dar al-Ihya al-Kutub al-Arabiyyah, 1388 AH.
* Al-Bukhari, Abu Abdullah Muhammad bin Ismail. *Al-Jami' al-Sahih*. Damascus: Dar Ibn Kathir, 1414 AH.
* Abu Dawood, Sulaiman bin Ash'ath al-Sijistani. *Sunan Abu Dawood*. Beirut: Maktabah al-Asriyah, Sidon, 1392 AH.
* Al-Tirmidhi, Abu Isa Muhammad bin Isa. *Sunan al-Tirmidhi*. Beirut: Dar al-Gharb al-Islami, 1992.
* Al-Qushīrī, Muslim ibn Ḥajjāj. *Ṣaḥīḥ Muslim*. Nishapur: Dār al-Khilāfā Al-Ilmīya, 1330 AH.

☆ ایم فل اسکالر، انسٹی ٹیوٹ آف عربی اینڈ اسلامک اسٹڈیز، گورنمنٹ کالج ویمن یونیورسٹی، سیالکوٹ، پاکستان۔

☆ پوسٹ ڈاکٹریٹ ریسرچ فیلو، اسلامک ریسرچ انسٹی ٹیوٹ (آئی آر آئی)، بین الاقوامی اسلامی یونیورسٹی، اسلام آباد، پاکستان؛
لیکچرار، انسٹی ٹیوٹ آف عربک اینڈ اسلامک سٹڈیز، گورنمنٹ کالج ویمن یونیورسٹی، سیالکوٹ، پاکستان۔

[1] Muhammad Aḥmad Jād al-Mola, *Stories of the Qur'an*, trans. Zafar Iqbal Kalyar (Lahore: Maktabah Zavia, 1999).
[2] ʿAbd al-Sattār Ḥāmid, *Sermons on Sūrah al-Kahf* (Wazirabad: Hamid Academy, 1997).
[3] Nimrah Manzūr, *Themes of Sūrah al-Kahf: A Comparative Study of Tafsīr Mazhari and Tafsīr Ibn Kathīr* (B.S. thesis, Bahauddin Zakariya University, Multan, 2023).
[4] Sahrish Ramzān, *The Hidden Lessons from the Dialogue of Mūsā and Khidr (AS) Based on Urdu Tafsīr* (B.S. thesis, Islamic Studies, Minhaj University, Lahore, 2018).
[5] Al-Mujādilah, 58:11.
[6] Al-Zumar, 39:9.
[6] Ibn Mājah, *Sunan Ibn Mājah* (Cairo: Dār al-Iḥyāʾ al-Kutub al-ʿArabiyyah, 1388 AH), Kitāb al-Īmān wa Faḍāʾil al-Ṣaḥābah wa al-ʿIlm, Bāb Faḍl al-ʿUlamāʾ wa al-Ḥath ʿalā Ṭalab al-ʿIlm, ḥadīth no. 224.
[8] Ibn Mājah, *Sunan Ibn Mājah*, ḥadīth no. 223.
[9] Ibn Mājah, *Sunan Ibn Mājah*, ḥadīth no. 229.
[10] Al-Baqarah, 2:31.
[10] Āl ʿImrān, 3:164.
[12] Al-Kahf, 18:70.
[12] Al-Kahf, 18:67–68.
[14] Al-Kahf, 18:67
[14] Al-Kahf, 18:66.
[15] Al-Bukhārī, *Al-Jāmiʿ al-Ṣaḥīḥ* (Damascus: Dār Ibn Kathīr, 1414 AH), Kitāb al-Nikāḥ, Bāb al-Marʾah Rāʿiyyah fī Bayt Zawjihā, ḥadīth no. 4909.
[17] Al-Kahf, 18:60.
[17] Al-Tawbah, 9:122.
[18] Abū Dāwūd, *Sunan Abī Dāwūd* (Beirut: Maktabah al-ʿAṣriyyah, 1392 AH), Kitāb al-ʿIlm, Bāb al-Ḥath ʿalā Ṭalab al-ʿIlm, ḥadīth no. 3643.
[20] Ibn Mājah, *Sunan Ibn Mājah*, ḥadīth no. 226.
[21] Ibn Mājah, *Sunan Ibn Mājah*, ḥadīth no. 4169.
[22] Al-Kahf, 18:66.
[22] Abū Dāwūd, *Sunan Abī Dāwūd*, Kitāb al-Ṭahārah, Bāb fī al-Majrūḥ Yatammam, ḥadīth no. 337.
[24] Al-Bukhārī, *Al-Jāmiʿ al-Ṣaḥīḥ*, Kitāb al-ʿIlm, Bāb al-Ḥayāʾ fī al-ʿIlm, ḥadīth no. 129.
[25] Abu Isa Muhammad bin Isa al-Tirmidhi, Sunan al-Tirmidhi (Beirut: Dar al-Gharb al-Islami, 1992), Kitab al-Jihad 'an Rasul Allah, Bab La Ta'ata li-Makhluqin fi Ma'siyat al-Khaliq, Hadith no. 1707.
[26] Al-Tirmidhī, *Sunan al-Tirmidhī* (Beirut: Dār al-Gharb al-Islāmī, 1992), Kitāb al-Jihād ʿan Rasūl Allāh, Bāb Lā Ṭāʿah li-Makhlūqin fī Maʿṣiyat al-Khāliq, ḥadīth no. 1707.
[27] Al-Kahf, 18:66.
[27] Al-Kahf, 18:60.
[28] Al-Kahf, 18:78
[29] Al-Kahf, 18: 76
[30] Yusuf 16: 76